OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Oline): 2410-8065
ISSN (Print):2305-3283
www.hazaraislamicus.hu.edu.pk

Hazara Islamicus, Vol.:8, Issue: 1,
Jan-Jun 2019 PP:59-74

عورت کی معاشی سرگرمیوں کی حدود، شرعی و قانونی نقطہ نظر سے

Limitations of women's financial activities, from the point of view of shariah and law

Scan for Download

Prof.Dr Zahida Parveen
HOD of Islamic Studies, GPG Waqar-al-Nisa Collage Rawalpindi

Dr. Naseem Akhtar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University Larama, Charsadda Road, Peshawar, Pakistan

Abstract

Women are more than half of the world population. They are the mothers of the other half. As mothers and careers, as producers and farmers, the work of women supports their families and communities. Yet, throughout the world, the poorest people are predominantly women and their dependent children. Women face an increasing level of violence because, of their gender and half a million die each year as a direct or indirect result of pregnancy. Historically, women in both eastern and western societies were viewed as the weaker, sex and this view placed women in the category of a lesser being. Even today women in most of the world are less well-nourished than men, less healthy, more vulnerable to physical violence and sexual abuse and less paid. They are much less likely than men to be literate, and still less likely to have professional and technical, education. In many nations, women are not fully equals under the law, often burdened with full responsibility for house work and child care, they lack opportunities, for entertainment and imagination. In all these ways, unequal social and political circumstances give women unequal human capabilities (ibid).

For most of the last 50 years, development theory and practice was focused on economic development. Moreover, the development of infrastructure such as road, electrification, irrigation, schools and hospitals was seen as the basis for economic, growth and development. Although the various programs were introduced in this period, they ignored women

CC BY

as economic actors.

Keywords: *Population, Women, Physical violence, Sexual abuse, female industrialists, female ministers*

شریعتِ اسلامیہ نے عورت کی ذمہ داریوں کی حدود مقرر کر دی ہے، اور خواتین معاشی اعتبار اپنے آپ کو مصروفِ عمل کر سکتیں ہیں یا نہیں؟ کیونکہ آج معاشرے کا ہر فرد فکرِ معاش میں مبتلاء ہے ،اس مقصد کے لئے مرد وزن کی تمیز کے بغیر معاشرے کے ہر فرد معاشی وسائل کے حصول کے محنت اور دوڑ دھوپ کرنا لازم ہے۔

اسلام میں معاشی سرگرمیوں کی حدود:

مرد وزن دونوں پر معاشی تگ ودو لازم نہیں کی بلکہ اس میدان میں ذمہ داری مرد کی بنتی ہے اور عورت کو گھر کے اندر تربیت اولاد اور گھر کے نظام کی تنظیم کی ذمہ داریاں سونپیں تاکہ گھر سکون اور محبتوں کا مرکز ہو اور گھر کا ہر فرد ایک عملی مسلمان نظر آئے۔اسی لئے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"المرأة راعية على بيت زوجها وولده و هي مسؤلة عنهم"[1]

ترجمہ: "عورت اپنے شوہر کے گھر اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس دائرہ عمل میں جواب دہ ہے"۔

اگر دیکھا جائے تو نظم البیت اور تربیتِ اولاد کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔اس ذمہ داری کی نزاکت ثریا بتول اس انداز میں بیان کرتی ہیں: "عورت کی یہ ذمہ داریاں بڑی اہم ہیں اس محاذ پر ڈٹے رہنا اس کے لئے بڑا ضروری ہے بلکہ اس سے تھوڑی دیر کے لئے بھی ہٹنا اس کے لئے بڑا مضر ہے یہی وجہ ہے عورت کو اجتماعی عبادات مثلاً نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جانے، نماز جمعہ یا نماز جنازہ پڑھنے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے"[2]

عورت کی معاشی حدود قرآن وسنت کی روشنی میں:

رہا معاملہ کسبِ معاش کا تو، قرآن پاک کا اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو دین خواتین کے کسب معاش پہ پابندی عائد نہیں کرتا بلکہ بعض حالات میں اس کو اس کام کی اجازت ہے اور ملکیتِ مال کا اس کو حق حاصل ہے تبھی تو قرآن میں فرمایا:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ﴾"[3]

ترجمہ: "مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو"

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۟﴾[4]

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿"وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۟"﴾[5]

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿"فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۟"﴾[6]

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۠ ﴾ [7]

ترجمہ : "البتہ ہم نے تم کو زمین میں رہنے کی جگہ دی ہم نے تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کیا تم میں سے کم لوگ شکر ادا کرتے ہیں "۔

عورت کی اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کی حدود :

اسلامی و قانونی تعلیمات کی روشنی میں صورتِ حال کچھ یوں سامنے آتی ہے۔

عورت کے اپنے گھر کی معاشی مصروفیات :

اگر تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو مرد کی ذمہ، دار، ی ہے، کہ وہ گھر کے معاملات، کا خیال رکھے اور شرعی اور قانونی اعتبار سے عورت خاوند کے گھر کے کام کاج کی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ فقہ کی کتابوں میں تو یہاں تک وضاحت ملتی ہے کہ اگر عورت کا تعلق ایسے خاندان سے ہے جہاں گھر کے کام اس گھر کی عورتیں نہیں کرتیں تو خادم کا بندوبست کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔[8] اب گھر میں بچوں کی نگہداشت،ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام،ان کے کپڑے دھونا،استری کرنا،ان کی سلائی کرنا، گھر کی صفائی اور کھانے پکانے کا بندوبست اور افرادِ خانہ کی مہمانداری کے انداز میں ان کو کھانا کھلانے اور برتن سنبھالنے جیسی خدمت کرنا ایسے امور ہیں جو مرد کا بہت سا معاشی بوجھ کم کردیتی ہے اور یہ وہ سارے امور ہیں جن پر اگر شوہر خرچ کر کے اہتمام کرتا تو اس کے لئے وبال جان بن جاتا لیکن یہ خاتون فرمانِ نبوی: "المرأة راعية على بيت زوجها وولده و هي مسؤلة عنهم"[9]عورت اپنے شوہر کے گھر اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس دائرہ عمل میں جواب دہ ہے" کی عملی تصویر نظر آتی ہے اور گھر کی خدمت میں مصروف نظر آتی ہے۔

اندرونِ خانہ اجرت پر معاشی سرگرمیاں :

آج کی محنتی خواتین کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے، کہ گھریلو صنعت میں خاتونِ خانہ، کھجور کے پتوں سے دستی پنکھے،روٹی کی چنگیریں اور دیگر کئی طرح کی استعمال کی چیزیں بناتی ہیں،اسی طرح ڈرائی فروٹ کی چھلکوں سے علیحدگی اور ان کی پیکنگ، فٹ بال کی سلائی بوتیک ہاؤسز اور اس طرح کے اندرونِ خانہ کے کام عورت کو باعزت روزگار بھی دے رہے ہیں،اور معاشرہ میں باوقار زندگی بسر کرنے کا موقع بھی فراہم کر رہے ہیں جو کہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہیں،ان کے جواز میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ خاوند کی عزتِ نفس بھی مجروح نہ ہو اور اگر اس کے گھر محرم یا اس کا شوہر موجود ہے ،تو اس عورت کی غیر محرم افراد کے ساتھ براہِ راست بات چیت یا معاملہ کی انجام دہی نہ ہو بلکہ درمیان میں کسی فردِ خانہ کو شامل کرے۔

عورت کی بیرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کی حدود :

عورت کو اسلام میں گھر کے اندر جس طرح معاشی، سرگرمیوں میں شامل ہونے کی اجازت ہے،اسی طرح گھر سے باہر بھی اس کو بعض حدود وقیود کے ساتھ معاشی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے :

"میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی (طلاق کے بعد ان کو عدت کے دن گھر میں گزارنے چاہئے تھے لیکن انہوں نے عدت کے دوران ہی میں) اپنے کھجور کے چند پیڑ کاٹنے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب نے سختی سے منع کیا (کہ اس مدت میں

گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے) یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں استفسار کے لئے گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اخرجی فجدی نخلک لعلک ان تصدقی منه او تفعلی خیرا"[10]

ترجمہ "کھیت جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو اس رقم سے بہت ممکن ہے تو صدقہ و خیرات یا کوئی بھلائی کا کام کر سکو"۔

اسلام حالتِ مجبوری میں کسب معاش کے لئے جد جہد کرنے والی عورت کے اس عمل کو ستائش کی نظر سے دیکھا ہے اور واضح کیا ہے، کسمپرسی کی کیفیت میں دوسروں کے دستِ نگر بننے کی بجائے محنت کرنا اس کے لئے افضل اور شریعت کی نظر میں مستحسن ہے۔ بلکہ اس ذیل میں حضرت عمر اور حضرت سودہ کا معاملہ حدیث میں یوں نقل ہے کہ "حضرت عمر نے حضرت سودہ کو باہر دیکھ کر تنقید کی، تو وہ (خاموشی سے) گھر واپس چلی آئیں اور حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا اس کے فوراً بعد آپ ﷺ پر نزول وحی کی سی کیفیت ہو گئی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"انه قد اذن لكن ان تخرجن لحاجتكن"[11]

"ترجمہ: بے شک اللہ نے تمہیں گھر سے باہر اپنی ضروریات کے لئے نکلنے کی اجازت دے دی ہے"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقید شریعت کے احکام کے ساتھ مضبوط وابستگی کی وجہ سے تھی مگر حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والی ضرورت مند خواتین کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے۔اب ذیل میں عورت کی بیرونِ خانہ معاشی مصروفیات میں سے چند مصروفیات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

عورت کی زرعی مصروفیات:

عورت مدنی زندگی میں جہاں جہاد میں مصروف نظر آتی ہے وہیں یہ دیگر معاملاتِ زندگی میں بھی پیش پیش نظر آتی ہے۔ بخاری میں ایک ایسی عورت کا ذکر ملتا ہے، جو سبزیاں کاشت کیا کرتی تھی، حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ:

"ہمارے ہاں ایک خاتون تھیں جن کی اپنی کھیتی تھی وہ نالیوں کے اطراف چقندر کاشت کیا کرتی تھی"۔

دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے:

"خواتین کھیتوں میں کام کرنے کا کافی رجحان پایا جاتا ہے اگر خواتیں کی اپنی ذاتی زرعی زمینیں اور کھیت وغیرہ نہ ہوتے تو دوسروں کے کھیتوں میں کام کر کے کماتی تھیں، ٹھیکے پر زمیں لینا: ابوداوود میں ایک رویت ذکر کی گئی ہے کہ عمران بن سہل نے اپنی زمین میں ایک عورت کو دو سو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دی تھی، گویا کہ خواتین کسب معاش کے لئے کھتی باڑی اور باغبانی وغیرہ کرتی تھیں اگرچہ یہ محنت طلب کام تھا"۔[12]

"کیوں نہیں کھیت جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو۔۔۔"[13]

اسی طرح ایک صحابیہ، جو کہ پانی نالیوں کے کنارے اپنی کھیتی پر چقندر اگایا کرتی تھیں اور یہ اور دیگر صحابہ کرام جب ان سے ملنے جاتے تو یہ ان کو چقندر کا حلوہ کھلاتی تھیں۔[14]

اس طرح معاشی تگودو صرف جائز بلکہ قابل ستائش بھی ہے اور اس طرح کی معاشی مصروفیت جو کہ انسانوں ،جانوروں اور پرندوں کی خوراک بن کر اس طرح کی محنت کرنے والے کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے جیسا کہ حضرت قتادہ

حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ :

"قال رسول اللہ"ما من مسلم يغرس غرسا، أو يزرع زرعا، فيأكل منه طير أو إنسان أو بهيمة،إلا كان له به صدقة" [15]

اس طرح کی محنت کرنے والی خاتون کو بھی نگاہِ قدرت میں معزز بنا دیتا ہے اور ایسی خاتون کی اس طرح کی مصروفیت خاندان کے افلاس اور غربت کے خاتمہ کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ ملکِ پاکستان میں اگر اسی معاملہ کو لیا جائے تو مرد و عورت دونوں کے لئے زرعی قوانین یکساں ہیں۔ان میں جنس کی بنیاد پر کسی قسم کا کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا بلکہ دونوں اجناس اس میں برابر کے شریک ہیں۔ہاں اسلامی تعلیمات کی اس میں شرط ہے کہ عورت اس میدان میں اپنے پردہ کا اہتمام کرے، مرد و عورت کا اختلاط نہ ہو اور ایسی مصروفیت شرعی اعتبار سے ممنوع مسافت پر نہ ہو۔ عملی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو پاکستانی کھیتوں میں زراعت پیشہ خواتین پردے کو کسی خاطر میں نہیں لاتیں جس کی وجہ سے یہ جائز کام بھی ناجائز ہو جاتے ہیں۔

عورت کی تجارتی مصروفیات :

اسلام ریاستِ اسلامیہ کے کسی فرد پر کسبِ معاش پر کسی طرح کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا بشرطیکہ اس لئے ذرائع حلال اختیار کئے جائیں۔انہیں حلال ذرائع میں سے ایک ذریعہ تجارت کا ہے،اور دورِ رسالت مآب ﷺ میں باقاعدہ خواتین اس عمل میں مصروف نظر آتی ہیں۔[16]

ملکِ پاکستان کی عملی صورت اگر دیکھی جائے تو اس میں مرد و عورت دونوں کو ہر قسم کی قانونی تجارت کی عام اجازت ہے اور پاکستان کا آئین اس کی واضح صراحت کرتا ہے کہ :

"Subject to such qualifications, if any, as may be prescribed by law, every citizen shall have the right to enter upon any lawful profession or occupation, and to conduct any lawful trade or business."[17]

"قانون کی طے کردہ ان خصوصیات کے مطابق،اگر کوئی ہو تو، پاکستانی کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ کسی بھی قانونی شعبے یا پیشے کو اختیار کرے اور کسی بھی قسم کی قانونی تجارت یا کاروبار کرے"۔

(1) *"All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law".*

(2) *"There shall be no discrimination on the basis of sex alone".* [18]

(1) تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے برابر کے حقدار ہیں

(2) محض جنس کی بنیاد پر کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔

"Every Citizen Shall have the Right to acquire, hold and dispose of property in any part of Pakistan. Subject to the constitution and any reasonable restrictions imposed by law in

the public interest."[19]

"یہاں بسنے والے ہر مرد وزن کے لئے لازم ہے، وہ آئین اور دیگر معقول شرائط جو کہ مفاد عامہ کی خاطر قانونا عائد کی گئی ہوں، کی پاسداری کرتے ہوئے پاکستان کے کسی بھی حصے میں جائیداد بنائے،اس کو اپنے پاس رکھے یا کسی اور کے حوالے کردے"

آئین کی اس شق پر غور سے واضح ہوتا ہے ،کہ اس ملک میں عورت کے لئے مال و دولت کے حوالے سے خواتین پر کوئی ممانیت نہیں ہے، بلکہ مرد وزن دونوں برابر ہیں۔

۳۔ فنِ طب میں عورت کی معاشی مصروفیات اور اسلامی تعلیمات:

فن طب ایک اہم فن ہے اور خدمتِ خلق کے ذریعے عبادت کا ایک اہم ذریعہ اور علم کی اسی شاخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا:

"العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان۔"[20]

ترجمہ "علم دو طرح کے ہیں، ایک علمِ ادیان اور دوسرا علم ابدان ہے"

اور واقعی یہ علم ایمانیات کے بعد انسانیت میں اہم درجہ رکھتا ہے، اور عبادات و فرائض کی صحیح انداز میں انجام دہی کے لئے، انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔اسی طرح عورت کے باعزت روزگار کی جائز صورتوں میں ،ایک صورت اس کے علاج معالجہ کی مصروفیت ہے۔ شرعی حدود کی پاسداری میں عورت کے لئے مرد کے سامنے اپنے آپ کو طبّی معائنہ کے لئے پیش کرنا شرعا اور اخلاقا دونوں اعتبار سے قبیح ہے۔ عورتوں کے علاج معالجہ کا یہی معاملہ اگر ایک عورت اپنے ہاتھ میں لے لے، اور علم کے اس میدان مہارت حاصک کرنے کے بعد خدمتِ خلق کا سلسلہ اس انداز سے شروع کرے گی تو یہ عورتوں کے لئے بھی محفوظ عمل ہوگا اور وہ اپنے طبّی معاملات کھل کر بیان بھی کر سکیں گی اور اس طرح بہتر تشخیص کے بعد ان کو بہتر انداز سے ٹریٹمنٹ دی جائے گی۔امہات المومنین میدان جنگ زخمیوں کو سنبھالتی اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

ملک پاکستان میں باقاعدہ عورت اس میدان میں مہارت حاصل کر رہی ہے، اور آج میڈیکل کالجز میں مردوں سے زیادہ خواتین ہیں، اس کی وجہ عورتوں کی زیادہ آبادی بھی ہو سکتا ہے مگر یہ خواتین آرمی اور سول سوسائٹی میں قوم کی خدمت میں مصروف نظر آتی ہیں قباحت صرف بے پردگی، مرد و عورت کے اختلاط، دونوں کی تنہائی اور عمل جراحت میں شرعی حدود و قیود کی عدم ، پاسداری ہے کہ جس میں بسا اوقات مرد عورتوں کے اور کبھی عورتیں مردوں کی مرہونِ منت ہوتی ہیں۔اگر تو اس معاملہ میں موافق جنس کی عدم دستیابی ہو تو پھر تو ایسا جائز ہو گا جس کی بنیاد فقہی قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات"[21] (ضرورت ناجائز چیزوں کو جائز کر دیتی ہے۔)

عورت کی معاشی سرگرمیوں کی شرائط:

اسلام نے عورت کے لئے اس کی معاشی سرگرمیوں کی حدود کا تعین کیا ہے ۔ذیل میں ان شرائط میں سے چند کا کچھ وضاحت سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت:

اسلام نے عورت کی معاشی سرگرمیوں کے لئے ایک شرط یہ رکھی ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے اکیلی سفر نہ کرے

بالخصوص پاکستانی حالات کا جائزہ لیا جائے تو آج ایک عورت کا اکیلے گھر سے نکلنا نہ صرف نامناسب ہے بلکہ مالی اور عزت وناموس کی حفاظت کے اعتبار سے خطرناک بھی ہے اور اسلام ایسے معاملات میں عورت کو غیر محفوظ نہیں کرنا چاہتا اسی لئے عورت پر قید لگادی کہ وہ اکیلی سفر پہ نہ نکلے بلکہ اس کے ساتھ کسی محرم کا ہونا لازم قرار دے دیا:

"قال رسول الله لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً ثلاثة أيام فصاعداً إلّا ومعها أبوها أو أخوها أو زوجهاأو إبنهاأوذومحرم منها وفی الباب عن أبی هريرة وابن عباس وابن عمر هٰذا حديث حسن صحيح وروى عن النبى(ﷺ) أنه قال لا تسافر المرأة مسيرة يوم وليلة إلا مع ذى محرم والعمل على هٰذا عند اهل العلم يكرهون للمراة أن تسافر إلا مع ذى محرم واختلف اهل العلم فى المراة اذاكانت موسرة ولم يكن لها محرم هل تحج؟فقال بعض اهل العلم لا يجب عليها الحج لأن المحرم من السبيل لقوله تعالى (مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا -آل عمران،97/3) فقالوا إذا لم يكن لها محرم فلا تستطيع إليه سبيلاً وهو قول سفيان الثورى واهل الكوفة وقال بعض اهل العلم إذا كان الطريق آمناً فإنهاتخرج مع الناس فى الحج وهو قول مالك والشافعى"[22]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ایک دن اور ایک رات کے سفر کی محرم کے بغیر سفر کی ممانعت والی روایت ہے۔[23] بلکہ اسی کی تاکید میں امام ترمذی ہی کی حضرت عبداللہ سے مروی روایت ہے جس کو انہوں حسن صحیح قرار دیا ہے کہ:

"المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطٰن"[24]

اسے معلوم ہوتا ہے، کہ عورت کا خاوند اور محرم کے بغیر طویل سفر شرعاً ممنوع ہوگا ہاں ان کے ساتھ طویل سفر جائز ہوتے ہوئے ایسے سفر میں معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا جاسکتا ہے اسی طرح مختصر سفر یا گھر کے قریب عورت کی خاوند یا محرم کے بغیر بھی معاشی سرگرمیوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

مخلوط ماحول سے اجتناب:

اسلام اگر عورت کو معاشی سرگرمیوں میں شمولیت کی اجازت دیتا ہے تو ساتھ یہ شرط بھی عائد کرتا ہے،اور عورت کے لباس، رہائش اور خوراک کی ذمہ داری جو عائد کی ہے وہ اسی لئے ہے کہ عورت اور نامحرم مردوں کا اختلاط نہ ہو ویسے بھی اسلام کا واضح حکم ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾[25]

اس ذیل میں امام بیہقی کی وضاحت ہے کہ: ((فدخل فى جملة ذلك ان يحمى الرجل امراته وبنته مخالطة الرجال ومحادثهم والخلوة بهم))[26] "لہٰذا اس میں یہ تمام امور داخل ہیں کہ آدمی اپنی بیوی اور بیٹی کو مردوں کے ساتھ میل جول، بات چیت اور ان کے ساتھ خلوت سے بچائے "اور اسی بیہقی ایک اور حدیث وارد ہوئی ہے:

"ثلاثة لايدخلون الجنةالعاق لوالديه والمراة المترجلة والديوث"[27]

"ترجمہ: تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے،والدین کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورت اور اپنی بیوی کے پاس غیر مردوں کے آنے کی پرواہ نہ کرنے والا"۔

عملی طور پر ایسا کام معاشرے کی دیگر خواتین کے لئے سہولت فراہم کرنے والا ہوگا مثلاً کوئی ایسا پوائنٹ جہاں صرف خواتین دکانداری کرتی ہوں ان کے لئے وہاں اس طرح کا عمل کرنا شرعی اور قانونی اعتبار سے جائز ہوگا۔

عورت کی معاشی سرگرمیوں کے تقاضے:

سابقہ بحث سے یہ بات واضح ہو چکی کہ اسلام نے مرد کو اپنی بیوی بچوں کے نان ونفقہ کا ذمہ دار بنایا ہے اور خواتین کو باقاعدہ ذمہ دار قرار نہیں دیا۔ قرآن حکیم اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾[28]

قرآن پاک کی اس صراحت کے باوجود کئی خواتین کئی طرح کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں۔ ان سرگرمیوں کے کئی تقاضے ہیں جو نیچے درج ہیں:

1۔ اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کی ضرورت:

اندرونِ خانہ معاشی سرگرمیوں کا بنیادی تقاضا یہ کہ خواتین ان سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ وہ گھر میں بچوں کی نگہداشت، ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام، گھر کے سازوسامان کی حفاظت، کھانا پکانا وغیرہ کا اہتمام کریں مگر ان سب چیزوں کو عموما خاطر میں نہیں لایا جاتا مگر اصولی طور پر یہ عورت کی بہت بڑی گھریلو معاشی سرگرمی ہے کیونکہ انہی سرگرمیوں کے لئے مرد کو کافی سرمایہ خرچ کرنا پڑتا ہے مگر خانگی زندگی کو بہتر، مہذب اور پرامن بنانے کا تقاضا ہے کہ عورت اس طرح کی سرگرمیوں کا خود اہتمام کرے جس سے پیار اور محبت کی فضا بھی پیدا ہوگی اور خانگی جھگڑوں کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ بنیادی طور پر فقہاء کی صراحت سے واضح ہے کہ اس طرح کا انتظام مرد کی ذمہ داری ہے۔ علامہ مرغینانی اس حوالے سے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا مؤقف لکھتے ہیں: "تفرض علی الزوج النفقة اذا كان موسراونفقة خادمها"[29] (مرد اگر خوشحال ہو تو اس پر بیوی اور اس کے ایک خادم کا نفقہ لازم ہے۔) جبکہ اسی ذیل میں امام ابو یوسف کا مؤقف لکھتے ہیں: "تفرض لخادمين لانها تحتاج الى احدهما لمصالح الداخل والى الآخر لمصالح الخارج"[30]، "لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ"[31] "چاہئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے" اسی ڈاکٹر وہبہ زحیلی: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[32] کے ذیل میں لکھتے ہیں: ((نفقة الخادم إذا كان الزوج موسراً وكانت المرأة تخدم في بيت أبيها مثلاً ولا تخدم نفسها لكونها من ذوى الاقدار أو مريضة لأنه من المعاشرة بالمعروف ولا يجب لها في رأى الجمهور(أبي حنيفة،محمد،الشافعي وأحمد)أكثر من خادم واحد لأن الخادم يكفيها لنفسها فتحقق الكفاية بواحد ولا ضرورة إلى اثنين))[33]

"اگر شوہر خوشحال اور عورت اپنے باپ کے گھر میں تو کام کرتی ہو لیکن اعلیٰ مقام والی یا بیمار ہونے کہ وجہ سے اپنے کام خود نہ کرتی ہو تو بہتر انداز سے زندگی گذارنے کا تقاضا ہے شوہر پر اس خادم کا خرچہ لازم ہو لیکن جمہور (ابو حنیفہ، محمد، شافعی اور احمد) کے نزدیک اس کے لئے ایک سے زیادہ خادم جائز نہیں ہے کیونکہ ایک خادم اس کے لئے کافی اور دو کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

عورت کے اس بیان کردہ استحقاق کے باوجود عورت اگر حالات کا تقاضا ہو تو عورت گھر کا انتظام بہتر انداز میں چلانے کے لئے عورت اگر خود امورِ خانہ کی طرف توجہ دیتی ہے تو یہ اس کی مہربانی ہوگی اور اسلام اس کو ستائش کی نظر سے دیکھتا ہے۔

۲۔ نفقہ کا اہتمام نہ ہونے، کی صورت، میں عورت کی معاشی سرگرمیوں کی ضرورت:

اگر کسی خاندان کا سربراہ انتقال کر جائے جو کہ اس خاندان کا واحد معاشی کفیل تھا اور اس کی اولاد میں جوان صرف بیٹیاں ہوں تو ان یتیم بچوں کی کفالت کے لئے اس بیوہ یا اس کی بیٹیوں کا معاشی سرگرمیوں میں شامل ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ اب دو

صورتیں ہیں کہ یا تو وہ گھریلو دستکاریوں کے ذریعے یا پھر بیرونی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہوئے ملازمت، تجارت، صنعت یا زراعت میں حصہ لے کر اپنے وسائل کا اہتمام کریں کیونکہ موجودہ حکومتیں عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے ادوار کی فلاحی ریاستوں کے تصور سے عاری ہیں کہ جہاں وسائل سے محروم افراد کی کفالت حکومت اپنے ذمے لیتی تھی۔ لہٰذا ایسے حالات میں معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا آج کی عورت کی مجبوری بن چکی ہے تو شرعی حدود میں وہ اپنے وسائل کی دستیابی میں خود کفیل ہو سکتی ہے جیسا کہ دورِ رسالت مآب ﷺ میں بہت سی اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں اور قانون بھی کسی پر اس معاملہ میں قدغن نہیں لگاتا بلکہ آج جہاں مختلف شعبوں میں جہاں مردوں کو ملازمت کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے وہیں عورتوں کو بھی مکمل موقع فراہم کیا جاتا۔

۳۔ معاشی ترقی میں اضافہ کی ضرورت:

موجودہ دور میں کسی بھی ملک کی ترقی کو اس کی فی کس آمدنی کے اعتبار سے پرکھا جاتا ہے۔ آج اگر خواتین جو ملکی آبادی کا نصف سے زائد حصہ ہیں وہ اگر معاشی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیں گی ملکی ترقی میں اضافہ نہیں ہوگا اور اگر خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیں گی تو ان کی وجہ سے ملکی معیشت میں اضافہ ہوگا۔

4۔ خواتین کی سہولت اور بچیوں کی تعلیم کے لئے:

خواتین اگر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیں گی تو اس سے دیگر خواتین کو سہولت ہوگی۔ وہ بینکوں، بازاروں، ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں عورتوں سے معاملات کر سکیں گی۔ اسطرح خواتین آسانی سے شرعی تقاضوں کے مطابق اپنی بنیادی ضروریات زندگی حاصل کر سکیں گی اور دوسروں کی دست نگر بننے سے بچ جائیں گی۔ اسی طرح اگر خواتین پڑھ کر تعلیمی اداروں کا رخ نہیں کریں گی تو آئندہ نسل کی بچیاں یا تو تعلیمی میدان میں پیچھے رہ جائیں گی اور ان کے والدین ان کو مخلوط کی وجہ سے پڑھائی سے دور رکھیں گے اور اس طرح بچیاں جو زندگی کے بہت سے میدانوں میں اپنی خدمات سرانجام دے سکتی ہیں ملک وملت ان کی ان خدمات سے محروم رہ جائیں گے اور قوم پھر تنزلی کا ہی منہ دیکھے گی۔

اس ساری بحث کا نچوڑ یہ ہوا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ خواتینِ خانہ شرعی حدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے مردوں کے شانہ بشانہ چلیں اور معاشی استحکام کے لئے اور افرادِ خانہ کو احسن انداز میں ضروریات کی فراہمی کے معاشی سرگرمیوں کا سہارا لیں اور ملک کو ترقی کی راہ پہ گامزن کریں۔

عورت کی معاشی سرگرمیوں کے مسائل, اور ان کا حل:

آج کے دور میں عورت کی معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے کئی ایک مسائلموجود ہیں اور ان کے اسلامی حل کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

سفر میں عدمِ تحفظ اور اس کا اسلامی حل:

عورت کے جدید مسائل میں ایک اہم مسئلہ جو اس کی معاشی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنتا ہے وہ عورت کا دورانِ سفر لوگوں کے غلط رویوں کا سامنا کرنا ہے جو کہ لازمی طور ان کی عزت وناموس کے، خلاف ہوتا ہے اور خود ان کی اور ان کے خاندان کی بدنامی اور ذہنی کوفت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسلام نے اسکا حل یہ دیا ہے کہ عورت لمبا سفر تنہا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو[34]۔ اگر اس کا اہتمام ہو تو ان سفری مسائل سے کافی حد تک بچا جا سکتا ہے۔[35]

جائے ملازمت پر خواتین کو ہراساں کرنے کا مسئلہ :

ہمارے ہاں خواتین کو ان کی، جائے ملازمت پر ہراساں کرنے کا معاملہ بڑا سنگین صورت اختیار کر گیا ہے۔ کئی جگہوں پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اس حوالے سے واضح کہ اجنبی خواتین کے ساتھ غلط تعلقات یا اس کے ذرائع اختیار کرنا دونوں منع ہیں اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝" [36]

ایک اور مقام پر فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ" [37]

اور انہی احکامات پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں جائے ملازمت پر خواتین کو ترقی دینے، جیسی ترغیبات اور ملازمت، سے برخواستگی کی ترہیبات کے ذریعے جنسی طور پر ہراساں کئے جانے پر تعزیری سزاؤں کے حوالے سے 2010 میں ایکٹ بنا جس میں حراسگی کی وضاحت اور اس میں شامل امور کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے ارتکاب کی صورت

اور ایسے معاملات میں تعزیری سزاؤں کا تعین کیا گیا[38] اور غور کرنے سے پتہ چلتا ہے ان سزاؤں کا قیام شریعت کی روح کے مطابق ہے تاکہ معاشرے ان ناسوروں کی تادیب بھی ہو سکے اور عورت کی عزت کو محفوظ بنا کر معاشرے کی ترقی کا ذریعہ بنایا جاسکے۔ اسی لئے تو پاکستان میں اس مقصد کے لئے مختلف مواقع مختلف قسم کی قانون سازی کی گئی۔[39]

بیرونی ملازمت کے عوض گھر کے نفقہ میں حصہ :

آج کے دور میں ملازمت کے سلسلہ میں جو خواتین گھر سے باہر جاتی ہیں ان کے لئے اپنے گھریلو معاملات میں جو کہ انہی کی ذمہ داری ہوتے ہیں، وہ دوسرے افرادِ خانہ کرتے ہیں۔ جیسے خاوند کے گھر کی نگرانی کا عمل بیرونی ملازمت میں پورا نہیں ہوتا اسی طرح اس عورت کے ذاتی کھانے اور کپڑوں کا معاملہ بھی دوسرے افرادِ خانہ سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں اگر وہ عورت اپنی تنخواہ یا منافع کا کوئی حصہ بھی گھر کے نفقہ میں صرف نہ کرے تو قوی اندیشہ ہے، کہ اس گھر کے معاملات خراب ہو جائیں گے، لڑائی جھگڑا ہو گا اور ان کے درمیان جدائی تک کی نوبت بھی آسکتی ہے یا پھر وہ عورت کو اس ملازمت کو ختم کرنے کا کہیں گے۔

اس مسئلہ کا حل نصوص میں تو ظاہری طور پر نہیں کیونکہ کتاب وسنت کے مطابق مرد کو نان ونفقہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، مگر مذکورہ بالا صورت بچنے کے لئے ملازمت پیشہ عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنی تنخواہ کا کچھ حصہ نفقہ کے لئے مخصوص کر دے اور ایسا اخلاقی حوالے سے کرنا چاہئے اور اجتہاد کی رو سے ایسی صورت میں عورت کو اپنی آمدن کا کچھ نفقہ کے لئے اہل خانہ کو دینے کا پابند کیا جاسکتا ہے اور اس پر قانون سازی بھی ہو سکتی ہے تاکہ اس کی ملازمت کی صورت میں پیدا ہنے والے سنگین اختلافات سے بچا جاسکے۔

۴۔ مخلوط اداروں کے مسائل اور ان کا اسلامی حل :

اگر خواتین اور مردوں کے مشترکہ ادارے ہوں تو ایسی جگہ پر ملازمت پیشہ خواتین کے مسائل بڑھ جاتے ہیں جبکہ دوسری طرف مرد و عورت میں خلوت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جس وجہ سے شہوانی غلبہ سے عورت کو ہراساں کرنے کے قوی امکانات بن جاتے ہیں اور نتیجہ عصمت دری کی صورت میں سامنے آتا ہے جس کے نتیجے میں زنا جیسے معاملات سامنے آتے ہیں جن کی وجہ سے کئی قسم کے قوانین وضع کرنا پڑے۔ پھر اس قسم کے قوانین کو مجموعہ قوانین تعزیراتِ پاکستان (Pakistan Penal Code) میں شامل کیا گیا۔ اور ایسے جرائم پر سخت سے سخت سزائیں رکھی گئیں تاکہ معاشرہ پر امن اور عورتوں کی عزت و ناموس محفوظ رہے۔ ایسے مسائل سے بچنے کا واحد حل اسی میں نظر آتا ہے مرد وزن کے ادارے علیحدہ کئے جائیں اور ایسا ممکن نہیں ہے تو عورتوں کے لئے الگ ڈیسک قائم کئے جائیں جہاں عورتوں کے ساتھ صرف عورتیں ہی معاملہ کریں اور اس طرح کے مسائل سے بچا جا سکے۔

پاکستانی خواتین کی معاشی خود مختاری اور خاندان کے ڈھانچے پر اس کے اثرات :

ایس جی جی آئی (صنف کے مسائل کے مطالعہ کے لئے اسٹڈی گروپ) کے ورکنگ گروپ کی تیسری میٹنگ کا انعقاد جناب خالد رحمٰن کی زیر صدارت ہوا۔ محترمہ میمونہ عنبرین، لیکچرار شعبہ ویمن اینڈ جینڈر اسٹڈیز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے " خواتین کی معاشی خود مختاری خاندان کے ڈھانچے پر اس کے اثرات" کے موضوع پر پریزنٹیشن دی۔

چونکہ خاندان کا ادارہ مشکلات سے دوچار ہے اس لئے خواتین کو سخت محنت کرنی ہے کہ وہ اپنی خاندانی زندگی اور ذمہ داریوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اپنے نئے مطلوبہ کردار کو بھی درست انداز سے ادا کر سکیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسئلے کو سمجھا جائے اور صورت حال کے گہرے تجزیے کے ذریعے قومی زندگی میں خواتین کی شرکت کے لئے ایک مناسب لائحہ عمل ترتیب دیا جائے۔ چونکہ کام کرنے والی خاتون نے سرکاری اور سماجی مصروفیات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا ہوتا ہے اور گھریلو کام کاج کے لئے رکھے ہوئے ملازمین کو بھی ادائیگی کرنی ہوتی ہے، اس لحاظ سے کام کرنے والی خواتین کی گھر میں شراکت ایک گھریلو خاتون کے برابر ہو جاتی ہے۔ عام طور پر خواتین وہی کام کرنے کی کوشش کرتی ہیں جس کی انہوں نے تعلیم حاصل کی ہو، نوکری کو تعلیم کا حتمی نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ گھریلو خاتون اس حوالے سے زیادہ بااختیار نظر آتی ہے۔ پاکستانی معاشرے میں مرد و خواتین اسی عورت کو مثالی سمجھتے ہیں جو اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے خاندان کے ادارے کو منظّم رکھتی ہیں اور اسے مضبوط کرتی ہیں۔ اگرچہ بیرونی معاشی سرگرمیوں میں عورت کی شمولیت کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے لیکن تاحال عورت کے روایتی کردار کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

معاشی اختیار سے مراد عموماً سماجی و معاشی پابندیوں سے آزادی اور فیصلہ سازی میں خود مختاری ہی لیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ تصور معاشرے کی ساخت اور مقامی اقدار و روایات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایک عورت کو اپنی ملکیت اور آمدن پر مکمل حق حاصل ہے۔ لیکن چونکہ معاشرتی تعلقات مروت، قربانی اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے سے ہی مضبوط ہوتے ہیں، اس لئے ایک خاتون جو کماتی ہے اسے گھریلو اخراجات میں حصہ ڈالنا چاہئے اور اسی طرح مرد حضرات کو گھریلو

کام کاج میں خواتین کا ہاتھ بٹانے سے کترانا نہیں چاہیے۔ باہمی عزت واحترام اور تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے یہ طریقہ روایتی طور طریقوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ جو شخص بھی معاشرتی زندگی کو زیادہ وقت اور خدمات دیتا ہے اسے اہم معاملات میں زیادہ اعتماد اور حمایت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ خواتین جو گھر میں رہنے کو ترجیح دیتی ہیں، کام کرنے والی خواتین کے مقابلے میں خاندانی معاملات میں ان کا زیادہ حصہ ہوتا ہے۔ عورت کو معاشی طور پر بااختیار بنانے سے کسی طور انکار نہیں کرنا چاہئے لیکن معاشرے کے توازن، ضروریات اور اقدار کو ضرور ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

پاکستان میں عورت کی پریشانی کی وجہ:

یہ سچ ہے کہ آج کی عورت گھر سے باہر نکل کر اپنے پسند کے شعبوں میں مستعدی سے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔ معلم، ڈاکٹر، انجینئر اور جہاز اڑانے سے لے کر چھوٹے کاروبار تک سب ہی کچھ کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود سچ یہ ہے کہ ہماری نصف آبادی جو خواتین پر مشتمل ہے اپنی پوری صلاحیتیں استعمال نہیں کر پا رہی۔ ان کی راہ میں بہت سی معاشی سماجی رکاوٹوں کے علاوہ سب سے بڑی رکاوٹ آمدورفت کے خراب ذرائع بھی ہیں۔ آمدورفت کے مخدوش ذرائع خواتین پر بدترین اثرات مرتب کرتے ہیں، اس سے ان کی ذہنی اور جسمانی کیفیت کے ساتھ ساتھ معاشی سرگرمیاں بھی خصوصی طور پر متاثر ہوتی ہیں۔

معاشرے کی ترقی میں خواتین کا کردار:

خواتین کے لیے گھر سے باہر اپنی پیشہ ورانہ معاشی ذمہ داریاں ادا کرنا عام طور پر حوصلہ افزا ردعمل حاصل نہیں کر پاتا۔ کام کاج کی جگہیں عموماً مرد کا میدان سمجھی جاتی ہیں، اور عموماً ان کے بارے میں غلط افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔ تاہم یہ سوچ اب تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے اور معاشی دائرے کے ساتھ ساتھ زندگی کے دوسرے تمام سماجی دائروں میں ملازمت پیشہ خواتین کی تعداد میں نہ صرف اضافہ ہو رہا ہے بلکہ معاشرے کی ترقی میں ان کے غیر رسمی کردار کو تسلیم کیے جانے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔

خواتین پر دگنا بوجھ:

خواتین اپنے خاندان اور گھر کی ذمہ داریوں کے لیے ناکافی وقت دینے پر اپنے آپ کو قصووار تصور کرتی ہیں۔ اس دہری ذمہ داری کے سبب ان پر دوگنا بوجھ پڑتا ہے اور نتیجتاً انہیں بیک وقت دو محاذوں پر لڑنا پڑتا ہے۔ آصف نامی اس شخص کی بیوی ملازمت کرتی ہے، آصف کے خیال میں بیوی کی ملازمت سے گھر کا پورا نظام تہہ و بالا ہو کر رہ جاتا ہے، اور ان کا یہ بھی خیال ہے کہ آج کے دور میں مہنگائی اتنی ہے کہ خواتین کی ملازمت کے بغیر گھر کے اخراجات پورے کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ:

سابقہ تمام بحث پر غور کرنے سے پورے مقالہ کا نچوڑ درج ذیل اہم نکات کی صورت میں سامنے آتا ہے:

1. اسلام میں معاشی سرگرمیوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور ان میں خاص ذمہ داری مرد کی بنتی ہے مگر اس کے

باوجود عورت کو معاشی ذمہ داریوں کی اجازت ہے۔

2. عورت اندرونِ خانہ کئی ایک معاشی سرگرمیاں اختیار کر سکتی ہے جن میں اس کا گھریلو کام کرنا بھی ایک طرح سے معاشی ذمہ داریوں میں آتا ہے یہ الگ بات ہے ان خدمات کا معاوضہ ادا نہیں ہوتا اس لئے ان کو معاشی سرگرمیوں کا نام نہیں دیا جاتا۔

3. خواتین ہوم انڈسٹری کے تحت باقاعدہ معاشی سرگرمیاں اختیار کر سکتی ہے۔

4. عورت بیرونِ خانہ کی معاشی سرگرمیوں میں زراعت، صنعت، تجارت یا کسی بھی محکمہ میں ملازمت اختیار کر سکتی ہے۔

5. بیرونِ خانہ عورت کی معاشی سرگرمیوں میں محرم یا شوہر کے ساتھ سفر، مخلوط ماحول سے اجتناب، پردہ کی پابندی، حلال کاروبار وغیرہ کی شرائط شامل ہیں۔

6. عورت کی معاشی سرگرمیوں کے تقاضوں میں سے اندرونِ خانہ سرگرمیوں کی ضرورت، باپ یا خاوند کی فوتگی کی صورت میں ضرورت، معاشی ترقی کی ضرورت اور سہولت شامل ہے۔

سفارشات:

- عورتوں کے معاشی مسائل یا مصائب سے نجات کا طریقہ یہ ہے، کہ عورتوں میں تعلیم کا فروغ اور معاشی معاملات میں ان کی زیادہ سے زیادہ شمولیت ہو۔ آج پاکستانی خواتین کی بہت بڑی تعداد حصول علم میں مصروف ہے۔
- تعلیم، طب، قانون، تجارت، بینکنگ اور دیگر کئی شعبوں کے ساتھ ساتھ اب خواتین آرمی، نیوی اور ائیر فورس میں بھی شامل ہو رہی ہیں لیکن کیا پاکستان میں آج بھی جگہ جگہ 1947ء سے پہلے کے سماجی ڈھانچے کے تحت صدیوں پرانی کئی منفی روایات کا تحفظ نہیں ہو رہا؟ عورت کے انسانی حقوق کے لئے ابھی کئی منزلیں سر کرنی ہیں۔
- معاشی عمل میں شرکت سے مراد اچھی ملازمتوں کے یکساں مواقع، یکساں تنخواہیں، اور اداروں میں رہتے ہوئے مختلف مواقع حاصل کرنے کا یکساں امکان ہے۔ تعلیم چاہے ابتدائی ہو، ثانوی یا اعلیٰ تعلیم، مرد و خواتین دونوں کے لیے اس کو حاصل کرنے کے یکساں مواقع ہوں۔ فیصلہ سازی کے عمل میں خواتین کی بامعنی شمولیت، اور مردوں کو حاصل تمام طبّی سہولیات کی خواتین کو بھی یکساں فراہمی دراصل صنفی برابری کی نشانی ہے۔
- صنفی امتیاز کا خاتمہ کیا جائے، آگاہی اور تعلیم دو بنیادی چیزیں ہیں جو صنفی امتیاز کا خاتمہ کر سکتی ہیں۔
- خواتین کی معاشی خود مختاری اور تعلیم دونوں ہی ان کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ معاشی طور پر خوشحال

خواتین اپنی صحت سے متعلق مسائل کا حل نکال سکتی ہیں۔ جبکہ تعلیم انہیں قومی سیاست میں با عمل بنانے میں مدد گار ثابت ہو گی۔

- لوگوں کو آگاہی دینے کی ضرورت ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کو یکساں مواقع دینے سے ان کی مذہبی و معاشی اقدار کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ صنفی امتیاز کا خاتمہ نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حوالہ جات (References)

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن ، دار طرق النجاۃ، الطبعۃ الاولی، 1422ھ، رقم الحدیث 893؛علامہ ناصرالدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

[2] علوی، ثریا بتول، اسلام میں عورت کا مقام، حرا پبلی کیشنز فضل الٰہی مارکیٹ، لاہور، 1999ء، ص: 126

[3] النسآء: 4 - 32

[4] الملک: 15

[5] الحجر: 20

[6] الجمعہ: 10

[7] الاعراف: 10

[8] مرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 287/2

[9] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ فی المدن، رقم الحدیث 893

[10] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الطلاق، باب فی مبتوتۃ تخرج بالنھار، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، رقم الحدیث 2297

[11] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر۔ سورۃ احزاب، باب قولہ لاتدخلوا بیوت النبی الخ، رقم الحدیث 4795

[12] یسین مظہر، صدیقی، ڈاکٹر، نبی اکرم اور خواتین، لاہور، میٹرو پرنٹر، 2011، ص: 11

[13] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، باب قول اللہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوۃ، رقم الحدیث 938

[14] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، باب قول اللہ تعالیٰ فاذا قضیت الصلوۃ، رقم الحدیث 938

[15]بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحرث والمزارعۃ، رقم الحدیث 2320

[16]ایضا، 8 : 212

[17] The Constitution of Pakistan, Article 18

[18] The Constitution Islamic Republic of Pakistan, Article 25

[19] The Constitution of The Islamic Republic of Pakistan, Article 23

[20]شنقیطی، محمد الامین بن محمد، العَذبُ النَّمیرُ مِن مَجَالِسِ الشّنقِیطِیّ فی التَّفسِیرِ، طبعۃ الثانیۃ، 1426ھ، دار عالم الفوائد للنشر والتوزیع، مکۃ المکرمۃ، 166/3

[21]مجلۃ الاحکام العدلیۃ، کتب خانہ نور محمد، آرام باغ کراچی، 1/18

[22]ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع، ابواب الرضاع، باب فی کراھیۃ ان تسافر المرأۃ وحدھا، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، الطبعۃ الثانیۃ، 1395ھ، 1875ء، 1169

[23]ترمذی، الجامع، ابواب الرضاع، باب فی کراھیۃ ان تسافر المرأۃ وحدھا، رقم الحدیث 1170

[24]ایضاً، رقم الحدیث 1173

[25]التحریم 66: 6

[26]بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض، 13/260

[27]ایضاً، 13/261، رقم الحدیث 10309

[28]النساء، 4: 34

[29]مرغینانی، الہدایۃ، 2/287

[30]ایضاً

[31]الطلاق 65: 7

[32]النساء 4: 19

[33]وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، سوریا، دمشق، 10/7393

[34]ترمذی، جامع، ابواب الرضاع، 1169

[35] یسین منظر، صدیقی، ڈاکٹر، نبی اکرم اور خواتین، لاہور، میٹروپرنٹر، 2011، ص:112

[36]الاسراء: 7- 32

[37]الانعام: 6-151

[38] The protection Against Harassment, of Women at the Workplace, Act 2010

[39]Protection of Women(Criminal Laws Amendment)Act, 2006; Prevention of Anti Women Practices(Criminal Law Amendment)Act 2011; The Criminal Law(Second Amendment)Act 2011; The Punjab Protection, Against Violence of Women Act 2016.